

## 316113 - مینجر کی جانب سے معمول کے مطابق کمیشن نہیں دیا جاتا، تو کیا چیزوں کی قیمت زیادہ کر کے اپنا کمیشن پورا کر سکتا ہے؟

### سوال

عرف عام میں متداول کمیشن کمپنی کی جانب سے مجھے نہیں دیا جاتا، مینجر کی طرف سے کمیشن کی مقدار کم کر دی جاتی ہے تا کہ سال کے آخر میں خود ہی لے لے، تو کیا میرے لیے یہ جائز ہے کہ صارفین کو اشیا بیچتے ہوئے ریٹ زیادہ کر دوں اور کسی کو پتا لگے بغیر میں خود اضافی رقم رکھ لوں اور کمیشن پورا کر لوں، یہ واضح رہے کہ میں بڑے بڑے سودے کرتا ہوں اور اس کے لیے محنت بھی خوب کرتا ہوں۔

### پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

ملازم چیزوں کو فروخت کر کے جو کمیشن وغیرہ لیتا ہے وہ دو طرفہ متفقہ ہونا ضروری ہے؛ کیونکہ اس کمیشن کو بھی تنخواہ کا حصہ مانا جاتا ہے، نیز یہ بھی ہے کہ اگر کمیشن کی مقدار متفقہ نہ ہو تو اس سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔

نیز کسی بھی کمپنی کے لیے یہ لازمی نہیں ہے کہ اپنے ملازمین کو عرف عام کے مطابق کمیشن دے، کمیشن باہمی اتفاق کے مطابق دیا جاتا ہے اس لیے یہ عرف سے کم بھی ہو سکتا ہے زیادہ بھی اور اس کے مطابق بھی۔

اس لیے آپ کمپنی کے مینجر سے رابطہ کریں اور کمیشن کی مقدار میں باہمی معاہدہ کریں، معاہدے کے بعد آپ اپنی محنت کے مطابق کمیشن کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

دوم:

کسی بھی چیز کو فروخت کے لیے مقرر کیے جانے والے نمائندے کو اس چیز کی قیمت میں اضافہ کرنے کی اجازت اسی وقت ہو گی جب موکل قیمت بڑھانے کی اجازت دے؛ کیونکہ نمائندہ اور وکیل اپنے موکل کی ہدایات کے پابند ہوتے ہیں۔

نہ ہی نمائندے کے لیے یہ جائز ہے کہ قیمت میں اضافہ کر دے اور زائد رقم خود رکھ لے، یہ خیانت میں شمار ہو گا، نیز باطل طریقے سے مال ہڑپ کرنے کے زمرے میں آئے گا، بلکہ جتنا بھی نفع ہو وہ سارے کا سارا موکل کا ہی ہو گا، نمائندے اور وکیل کو صرف اتنا ہی ملے گا جس پر اتفاق ہوا ہے۔

دائمى فتوى كميثى كے علمائے كرام سے پوچھا گیا:

"ايك آدمى كسى كا سامان تجارت فروخت كرتا ہے؛ يعنى موكل اسے بيچنے كے ليے سامان تجارت ديتا ہے تو یہ وکیل اور نمائندہ اسے فروخت کرتے ہوئے اس کی قیمت میں اضافہ کر دیتا ہے اور اس اضافی رقم کو اپنی جیب میں ڈالتا ہے، تو کیا یہ سود میں آئے گا؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟"

تو انہوں نے جواب دیا:

"سامان تجارت فروخت کرنے والا اس شخص کا نمائندہ اور وکیل ہے، اور اس کو سامان تجارت کے ساتھ ساتھ اس سامان کی قیمت پر بھی امین بنایا گیا ہے، لہذا اگر وہ اس سامان کی قیمت میں سے کچھ بھی مالک کی اجازت کے بغیر رکھتا ہے تو یہ شخص امانت میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے، جو کچھ بھی وہ اس انداز سے لے رہا ہے وہ حرام مال ہے۔" ختم شد

"فتاوى اللجنة الدائمة" (14/274)

سوم:

جب صريح لفظوں میں كميशन كى مقدار پر اتفاق ہو جائے اور پھر كميبنى اپنے ملازمين كو متفقه كميیشن نه دے، اور اس استحقاقى كميیشن كو حاصل کرنے كے ليے كوئى جائز وسيله بهى نه ملے، پھر اس كميبنى كا مال اسے كهیں سے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس مال میں سے اپنا حقيقى كميیشن لے سكتا ہے، اس كو علمائے كرام كے ہاں "مسئله ظفر" كہا جاتا ہے۔

ليكن یہ بالكل بهى جائز نہیں ہے کہ آپ سامان كى قیمت زياده كر ديں؛ كيونكه یہ بات تو كسى كى نمائندگى اور وكالت كے بالكل خلاف ہے، بلکہ یہ واضح زيادتى بهى ہے، اور ہم نے جو بات كى ہے وہ ايسى صورت میں ہے کہ آپ كو كميبنى كى رقم كهیں سے مل جائے مثلاً: كميبنى كے گاہكوں سے آپ كميبنى كى رقوم ليں [اور ان میں سے اپنے حق كے برابر خود ركھ ليں] کہ طريقه ايسا ہو کہ آپ پر كسى قسم كى خرد برد كا الزام بهى نه لگے، اور نہ ہی آپ كو اس كى وجه سے سزا ملنے كا خدشه ہو، پہلے بيان كردہ "مسئله ظفر" میں فقہائے كرام یہ شرط بهى لگاتے ہیں۔

والله اعلم